مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر بفضل خدا بخیر ہیں۔ شیخ یعقوب خاں وٹرنری اسسٹنٹ مونا ڈپیو جو فرانس کو سرکاری خدمات بجالانے کے لئے جانیوالے ہیں۔ کل حضرت خلیفۃ ثانی کے حضور بغرض اجازت حاضر ہوئے۔ ان کے علاوہ تقریبًا اور ایک صد احمدی جنگ میں گئے ہیں۔ احباب ان کیلئے معہ اور دیگر اصحاب کے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فرائض بجالانے کی توفیق عطا فرماوے اور وہ صحیح سلامت گھر واپس تشریف لائیں

آمد مہمانان تین عرب۔ مولوی عبدالرحمن کھیوالی۔ ڈاکٹر محمد یعقوب خاں مونا ڈیپو۔ مولوی محمد علی۔ مددعلی منشی احمد دین صاحب اپیل نویس لدھیانہ سے تشریف لائے۔

شیخ فقیر اللہ صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع مظفر گڑھ نے سوموار کو تمام مبلغین کے "اتفاق" پر لیکچر کروائے اور ٹی پارٹی کی دعوت کی۔ شیخ صاحب موصوف خود بھی انجمن مبلغین کے جلسوں میں

تازہ خبریں

ڈچ سٹیمر۔ نورڈم نے جو نیو یارک سے ہالینڈ آرہا تھا ۱۸۔اکتوبر کو ہوائی تار دیا کہ بحر شمالی میں وہ ایک سرنگ سے ٹکرا گیا ہے مگر ابھی اپنے انجنوں ہی کی مدد سے چل رہا ہے اس کے سات آدمی زخمی ہوئے۔

گرفتاری ۔۱۸۔اکتوبر ایک فرنچ ڈسٹرائر نے مارسلز کے قریب ایک ہالینڈ کا تجارتی جہاز کونین امانامی پکڑ لیا ہے۔ وہ بٹاویا (جاوا) سے ہمبرگ (جرمنی) کو مال لے جا رہا تھا۔

جرمن کی پسپائی ۔۱۸۔اکتوبر۔ اشب گذشتہ کو سیرسی علان رئل پر محض گولہ باری جاری رہی۔ بجانب میسرہ ہماری پیشقدمی جاری ہے ہم مقام فرو ملز پر جو لل گئے جنوب مغرب میں ہے قابض ہو گئے ہیں۔ نہر سیرس کے کنارہ جو سمندر میں جا ملتی ہے فرنچ بحریوں نے جرمن حملہ کو پسپا کیا بلجئیک فوج نے بلجیم میں جرمنوں کے کئی حملوں کو بشدت روک کرا دتھیں دریا کے لیسر سے عبور نہ کرنے دیا۔ متحدہ افواج کے میسرہ نے نہر لا باسی کے شمال میں مقام گوانشی کے محاذ پر قبضہ کر لیا ہے۔ فرو ملز کی متحدہ فوج نے ارمنٹریز پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور اس کے شمال میں ہم نے نمایاں ترقی کی ہے اور اس اور آلیس کے مابین چند موقعوں پر خفیف قلب ومیمنہ میں حالت بدستور ہے۔

اٹلی کا انداز ۔۱۸۔اکتوبر۔ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وزیر خارجہ کے تبادلہ کے باعث اٹلی کی خارجہ پالیسی میں نمایاں فرق نہیں پڑے گا

شکایت ۔۱۸۔اکتوبر۔ سنگری کے شہر مرامرلیس سے ۷ ہزار پناہ گزین بوداپسٹ میں آئے ہیں۔ اس سے بوداپسٹ میں گھبراہٹ پھیل گئی ہے اور اہل ہنگری اسٹرڈیل پر الزام لگا رہے ہیں۔ کہ آخرالذکر نے وائنا اور پراگ کی حفاظت کو مقدم سمجھکر ہنگری کی حفاظت کی طرف سے لاپرواہی ہوتی ہے

بلگریڈ کی حالت مخدوش ہو جانے کی وجہ سے پنشنروں کو آئندہ نش کی بجائے وہیں پنشن تقسیم ہوا کرے گی

خبر ہے کہ جرمنوں نے انٹورپ سے آگے دریا شلٹ میں سرنگیں بچھا دی ہیں

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے لئے شائع ہوا)

جنگ یوروپ

چار جرمن ڈسٹرائر غرق - (لنڈن ۱۷- اکتوبر) سرکاری بیان ہے کہ چار جرمن ڈسٹرائر غرق کر دیئے گئے ہیں ٭

اٹلی و آسٹریا - (۱۶- اکتوبر) روما کا تار - ٹریسٹ کے گورنر نے آسٹروی بحری کارخانوں سے تمام اطالوی کاریگروں کو خارج کر دیا ہے - اس پر اٹلی میں خاص جوش پھیل رہا ہے ٭

نہر پنامہ میں آمد و رفت غالباً ایک ہفتہ میں پھر شروع ہو جائے گی ٭

روسی محاربہ - (۱۷- اکتوبر) مشرقی پرشیا میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی - دریا ویسچو کے وسطی حصہ میں آسٹروی و جرمن افواج کو کل محاذ پر مدافعت کا پہلو اختیار کرنا پڑا ہے - پرزی مسل کے جنوب میں مسلسل گولہ باری جاری ہے روسیوں نے پانچسو اسیر کر لئے ٭

روسی فتح - (۱۷- اکتوبر) پٹروگراڈ سے ڈیلی کرانیکل کا نامہ نگار تار دیتا ہے یہاں کے باخبر حلقوں میں بیان ہو رہا ہے کہ روسیوں نے جرمنوں اور آسٹریوں کو شکست دیکر کیلسی کی طرف بھگا دیا ہے - جن کا لشکر دو حصوں میں منقسم ہو گیا ہے اور دس ہزار قیدی مع ۲۴ جرمن توپوں کے پکڑ لئے گئے ٭

تبادلہ - (۱۷- اکتوبر) انگریزی فوجی طبی دستہ کے ۱۳۷ شخصوں کا تبادلہ اسی قدر جرمن آدمیوں سے ہوا ہے ٭

نقصان - (۱۷- اکتوبر) ماخوذ جرمن سٹیمر - سوڈمارک کا تمام اسباب مالیتی ۲۰ - لاکھ روپیہ اسکندریہ کے بحری گودام میں جل گیا ہے - وہ سن - چاء اور کھوپرا پر مشتمل تھا ٭

جنوبی افریقہ میں جنرل بوتھا کی اپیل پر شہری دیہاتی دونوں قسم کے آدمی فوج میں شامل ہونے کو چلے آ رہے ہیں ٭

(لنڈن ۱۹- اکتوبر) جرمنز نے سینٹ ڈائی کے شمال مشرق کی طرف دو سخت حملے کئے - انکو نقصان کے ساتھ پسپا کیا گیا اس کے بعد اور کوئی ضروری خبر نہیں ملی ٭

ترکی بحری ترکتازہ - بحیرہ اسود (لنڈن ۱۶- اکتوبر) بحیرہ اسود میں ترکی بیڑہ کی طرف سے مستعدی دکھائی جانے کی خبر کی تصدیق ہو گئی ہے - گوبن اور بریسلا بلغاری اور رومانوی سواحل کے کنارہ کنارہ گشت کر رہے ہیں - کہا جاتا ہے کہ وہ بریسلا سے مال ڈھونے والے جرمن جہازوں کو اپنی پناہ میں لا رہے ہیں - بحیرہ اسود میں بھاری گولہ باری ہونے کی بھی خبریں آئی ہیں - روسیوں نے دو جرمن سٹیمر پکڑ لئے ہیں ٭

روسی توپخانہ و معرکہ وارسا - ۱۶- اکتوبر - پٹروگراڈ کا تار - معلوم ہوتا ہے کہ وارسا کے قرب و جوار کی لڑائی میں جرمن پہلے تو پسپا کر دیئے گئے مگر کمک پہنچ جانے پر وہ پھر غلبہ کے پہلو پر ہو گئے - روسی توپخانہ نے میدان بچا لیا - وہ اپنے سے پانچ گنا توپ خانہ کا اسوقت تک بکامیابی مقابلہ کرتا رہا - جب تک کہ مزید باتریاں نہ پہنچ گئیں - اس طرف لڑائی کا پھیلاؤ وارسا کے شمال سے لیکر پرزی مسل کے جنوب تک زیادہ تر ویسچولا اور دریا سان کے کنارہ کنارہ تا بہ نیسٹر اس وقت ایک سو ساٹھ میل کے محاذ میں ہے - اس علاقہ میں جرمن و آسٹروی فوج پندرہ لاکھ ہے اور روسی فوج بیس لاکھ (بعد کا تار) سرکاری بیان ہے کہ مشرقی پرشیا کے میدان جنگ میں خفیف سے معرکے ہوئے ہیں - جرمنوں اور آسٹریوں نے بروز جمعرات ۱۵ اکتوبر دریائے وسٹولا کے وسطی حصہ (یعنی پولینڈ) اور گالیشیا میں حملہ آورانہ کارروائی کی ٭

جنگی جوش - کنیڈا میں اس وقت ۲ لاکھ آدمی فوجی مشق سیکھ رہے ہیں اور ۳۰ ہزار اس وقت تک بھیجے جا چکے ہیں آسٹریلیا آخری متنفس اور آخری روپیہ تک قربان کرنے کے لئے تیار ہے ٭

ہندوستان

شورش - (کلکتہ ۱۸- اکتوبر) ایک انگریز لکھتا ہے کہ ہمیں خاص طور پر اطلاع ملی ہے کہ پولٹیکل ایجنٹ نے دیپال کی گونڈ قوم میں شورش کی نسبت رپورٹ کی ہے - دیپال اوڑیسہ کے جنوب میں ایک باجگذار ریاست ہے - صاحب پولٹیکل ایجنٹ نے فوجی مدد بھی چاہی ہے - فوج بمعہ پولیس کے بھیجی گئی ہے - صاحب کمشنر وہاں اسی وقت سے موجود ہے - امید کی جاتی ہے کہ فساد مٹ جائیگا ٭

شملہ (۱۷- اکتوبر) یہ اعلان کیا گیا ہے کہ حضور وائسرائے ۱۷- اکتوبر کو شملہ سے روانہ ہو کر ۱۸- اکتوبر سے یکم نومبر تک ڈیرہ دون میں قیام فرمادینگے - اور ۲ نومبر کی صبح کو دہلی رونق افروز ہونگے ٭

بمبئی - فوجی اور دیگر انگریز افسروں کے بہت سے قبیلہ گورنمنٹ نے خاص انتظام سے انگلستان بھجوا دئے ہیں - بعض جہاز پہلے روانہ ہو چکے ہیں - دوسرے جہازوں میں جانے کے لئے عورتیں اور بچے جمع ہو رہے ہیں ٭

زمیندار کا ایڈیٹر - (۱۷- اکتوبر) کو مسٹر ٹالنٹن ڈپٹی کمشنر لاہور نے مولوی ظفر علیخاں صاحب کو اپنی کوٹھی پر بلایا جہاں دو اور انگریز عہدہ دار موجود تھے - انمیں سے ایک صاحب نے جو غالباً ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ہیں - پنجاب گورنمنٹ کا حسب ذیل حکم مولوی ظفر علیخاں کے حوالہ کیا - ترجمہ حکم آرڈیننس ۵ سنہ ۱۹۱۴ء کی رو سے جو ہندوستان میں داخلہ کے متعلق ہے اور فارینرز آرڈیننس (۳) کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے - جو اختیارات حسب اعلان نمبر ۱۳۷۴ مورخہ ۱۲- ستمبر گورنمنٹ ہند لوکل گورنمنٹ کو تفویض کئے گئے ہیں - لفٹنٹ گورنر حکم دیتے ہیں کہ :-

(۱) مولوی ظفر علیخاں خلف سراج الدین احمد موضع کرم آباد ضلع گوجرانوالہ کی طرف چلے جائیں - اور مزید احکام تک موضع مذکور کی حدود میں رہیں - اور گاؤں میں اپنی موجودگی کی رپورٹ ایک خاص عہدہ دار کو ایسے مختلف اوقات پر دیتے رہیں جو مقرر کئے جائیں ٭

(۲) جب تک یہ حکم نافذ رہے گا - ظفر علیخاں اس امر کے مجاز نہیں ہونگے کہ کوئی پبلک جلسہ منعقد کریں یا اس میں شریک ہوں یا اس میں تحریری یا کسی اور طرح سے تقریر کریں نہ اخبارات سے بلاواسطہ یا بالواسطہ خط و کتابت کریں اور نہ سوائے خانگی معاملات کے متعلق چٹھی لکھنے کے کسی قسم کی خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھیں - اگر مولوی ظفر علیخان مذکورہ بالا حکم کی تعمیل سے انکار کریں یا اس حکم کی شرائط کو نہ بجا لائیں تو انہیں متذکرہ بالا آرڈیننس کی رو سے خاص رقبہ کے اندر رہنے پر مجبور کیا جائیگا -

نقل مطابق اصل - ایل ٹامکنس ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس

۱۶- اکتوبر ۱۹۱۴ء

اسیوقت ایڈیٹر زمیندار کو ایک موٹر کار کے ذریعہ جو اس وقت صاحب ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی کے احاطہ میں موجود تھی - بٹھا کر کرم آباد کو لیگئے ٭

چانگاہم میں خزانہ کے دو فوجی سنتری آتما سنگھ اور دیوا سنگھ ۱۶- اکتوبر کو رات کے تین بجے جھگڑ پڑے - ایک دس گولیاں کھا کر ہلاک ہو گیا اور دوسرا زخمی ہوا ٭

ایڈیٹر کو قید - کولمبو کے ایک دیسی اخبار کا ایڈیٹر جھوٹی جنگی خبریں شائع کرنے کے جرم میں ایکماہ قید کا سزایاب ہوا ہے - یہاں کے ایک اور مشہور جرمن سوداگر کو ملک سے نکل جانیکا حکم ہوا ہے (۱۸- اکتوبر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان - دارالامان - ۲۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۴ء

سکھ ہمارے قریب آتے جاتے ہیں

الف آخر کے مجدد اعظم - نے براہین قاطعہ و دلایل ساطعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت کر دیا تھا - کہ گورو نانک دیو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف رہنمائی کی - اور خود اسلام کے تمام ارکان پر ثابت قدم رہ کر یہ تبلا دیا - کہ ان کے نزدیک محبوب تر و مرغوب ترین مذہب کونسا ہے - لیکن بعض پولٹیکل واقعات ایسے پیش آئے - اور آپس میں کچھ ایسی غلط فہمیاں پڑیں کہ سکھ اسلام سے بہت دور ہوتے گئے - اور ہندوانہ اثر ایسا غالب ہوا - کہ بابا نانک رحمتہ اللہ علیہ کی بتائی ہوئی تعلیم کا بہت سا حصہ بھول کر بعض ان میں سے اپنے آپ کو ہندو ہی سمجھنے لگے اور انہی کی رسوم اختیار کر کے ان میں جذب ہونے لگے - بارے اس روشنی کے زمانہ میں ہمارے بچھڑے ہوؤں کو کئی ایک واقعات اور حالات اور تعلیمات سے یہ سبق حاصل ہوا کہ وہ ہندو نہیں ہیں - اور اس موضوع پر کتابیں بھی بہت سی لکھی گئی ہیں - اور چند روشن خیالوں کی اصلاحی تجاویز اگر کارگر ہوئیں - تو انشاء اللہ عنقریب یہ مطلع غلط فہمی کے بادلوں سے صاف ہو جائے گا -

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اسلام ماموں اور خالہ کی لڑکی سے نکاح کی اجازت دیتا ہے - مگر ہندوؤں میں اس قسم کے ناطے ممنوع خیال کئے جاتے ہیں - ایسا ہی ہندوؤں میں ذات پات کا خیال بدرجہ کمال ہے مگر اسلام میں صرف حالت اور حیثیت کو دیکھا جاتا ہے - اور اس قسم کی ذات پات کا خیال نہیں ہوتا - سکھ بھی ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اس غلطی میں پڑ گئے تھے - مگر اب ان میں سے بعض اپنی غلطی پر مطلع ہوئے ہیں اور انہوں نے مفصلہ ذیل تجویز اخبارات میں شائع کرائی ہے - جو دیش سے ذیل میں نقل کی جاتی ہے -

سردار بوٹا سنگھ صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی
وکیل شیخوپورہ پریذیڈنٹ خالصہ دیوان کھراسودا

بازار ذیل کی سطور اخبار میں چھپنے کے لئے بھیجتے ہیں :-

"اس وقت جو مشکلات رشتہ داریوں اور ناطوں کے متعلق سکھوں کو پیش آ رہی ہیں ان سب آگاہ ہیں - خاص کر سکھ زمینداروں کو مختلف قسم کی تکلیفیں پیش آ رہی ہیں جنکو ہم پورے طور سے ظاہر نہیں کر سکتے کئی ایک خاندان ناطہ کے نہ ملنے کے باعث لاولد رہتے ہیں اور ان کے بعد ان کی جائیداد پر لاولدی کے دعوے ہوتے ہیں - اور کئی ایک غیر مذہب کی عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کر کے اپنے پوتر خالصہ دہرم سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے خالصہ دیوان کھراسودا بار کی طرف سے ننکانہ صاحب میں بموقعہ میلہ جنم دن کاتک پورنماشی متصل گوردوارہ تمبو صاحب دیوان استھان کا انتظام کیا جائے گا جس میں ہم سکھ زمیندار ذیل کے گورمتے وچار کے واسطے پیش کریں گے -

(۱) ماموں کی لڑکی - پھوپھی کی لڑکی اور ماسی کی لڑکی کا ناطہ زمیندار سکھوں میں لینے دینے کی آزادی ہونی چاہیئے -

(۲) خالصہ دہرم میں ذات پات کا کوئی اختلاف نہیں ہے جس جگہ سے ناطہ لے سکتے ہیں اور امرت چھکا کر شادی ہو سکتی ہے اور خالصہ دہرم کے مطابق امرت دھاری سکھ کو رشتہ دے سکتے ہیں -

اس پر اڈیٹر ویش نے یہ رائے دی ہے -

ہندو دہرم شاستر - مامی - ماسی - اور پھوپھی کی لڑکی کے ساتھ شادی کی اجازت نہیں دیتا سکھ پہلے ہی ہندوؤں سے جدا اور دور رہنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ نئی تحریک انکو ہندوؤں سے اور بھی دور کر دے گی -

بیشک یہ تحریک سکھوں کو ہندوؤں سے اور بھی دور کر دے گی - مگر یہ افسوس کے قابل بات نہیں - بلکہ خوشی کی بات ہے - کیونکہ اس سے سکھ اگر ہندوؤں سے دور ہونگے تو اسلام سے قریب ہونگے - جیسے کہ وہ موحد ہونیکی وجہ سے پہلے بھی ہیں - اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی یہ امر کچھ کم قابل حسرت نہیں - کہ اسلام کے مسائل ایسے قوی اور پختہ ہیں - کہ آخر کار دنیا والوں کو وہی اختیار کرنے پڑتے ہیں - مسئلہ طلاق کو بھی بہت مکروہ سمجھا جاتا تھا - مگر آخر یورپ کو اقرار کرنا پڑا کہ یہ ایک ضروری مسئلہ ہے اور خانگی معاملات میں امن و چین کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریق نہیں - کثرت ازدواج پر ابھی تک کئی فرقے معترض ہیں - مگر جن ضرورتوں کے لئے اسلام نے ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت دی ہے ان حالتوں میں بہت سے فرقوں کے لوگ اسپر جایز یا ناجایز طور پر عامل ہیں - اسی طرح اسلام نے جن رشتوں سے نکاح کی ممانعت کی ہے وہ ایسے ہیں کہ تمام مہذب دنیا کو ان سے رکنا پڑے گا - اور وہ یہ ہیں - حرمت علیکم امھٰتکم وبنٰتکم واخواتکم وعمّٰتکم وخٰلٰتکم وبنٰت الاخ وبنٰت الاخت وامھٰتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة وامھٰت نسائکم وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم وان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف ان اللہ کان غفوراً رحیماً والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتٰب اللہ علیکم واحل لکم ما وراء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین الاٰیة - النساء ع ۱۵ ۴

تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں - تمہاری پھوپھیاں تمہاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمہاری دودھ پلانیکی وجہ سے مائیں اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں یہ سب تم پر حرام ہیں اور تمہاری بے پالک لڑکیاں جو تمہاری حمایت میں ہیں - جو تمہاری ان عورتوں کے بطن سے ہیں جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور تمہارے صلبی فرزندوں کی بیبیاں بھی حرام ہیں دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا بھی حرام ہے اسی طرح جو ان کے حکم میں ہیں یعنی ان دو نوعورتوں میں سے ایک کو مرد ایک کو عورت فرض کر لیا جائے تو ان کا نکاح ناجایز ہو اور شوہر والی عورتیں بھی حرام ہیں اور اسکے سوا تمہارے لئے حلال ہیں مہر کے بدلے میں ان سے نکاح کر کے قید نکاح میں رکھنے کے ارادہ سے صرف نفس پرستی کا خیال نہ ہو

اسی طرح جن رشتوں سے نکاح کی اجازت اسلام نے دی ہے وہ تمام مہذب دنیا کو اختیار کرنے پڑیں گے مبارک وہ جو بہت جلد اس زریں اصول پر عمل پیرا ہوں - ہمیں سکھوں کی روشن خیالی اور دوراندیشی سے امید ہے کہ ان کے آنے والے جلسہ میں یہ تجاویز پاس ہو جائیں گی اور اس طرح پر وہ عملی طور پر ثبوت دینگے کہ وہ رسم و رواج کے بندے اور ہندو قوم کا جزو نہیں - بلکہ وہ اپنے گرو نانک علیہ الرحمۃ کی ہدایات پر چلنے والے ہیں -

تاریخ اسلام

سیرۃ النبیّ

طہارت النّفس - تحمّل

ہفتہ وار الفضل کے لئے مَیں نے وعدہ کیا تھا کہ ایک صفحہ ہر ہفتہ میں تاریخ اسلام پر وقف رہیگا اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے اور اسی کی مدد پر بھروسہ کرکے سیرۃ النبی جیسے عظیم الشان مضمون پر اور وہ بھی صرف صحیح بخاری کی روایتوں کی بنا پر مَیں نے قلم اٹھائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس سلسلہ مضامین کو اللہ تعالیٰ نے نہایت بابرکت فرمایا اور بہت لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچایا۔ اوائل سنہ ۱۹۱۴ء کے بعض حوادث سے یہ کام ناتمام رہگیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ بعض ایسے کام لگا دیئے جو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔ گو ایک لمبا وقفہ پڑ گیا اور حالات بالکل بدل گئے۔ مگر میرے دل میں ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ میں اس کام کو پورا کروں۔ الفضل کے منتظمین نے اسے اب ہفتہ میں سہ بار کر دیا ہے۔ اور مجھے اس قدر فرصت نہیں کہ ہر اخبار میں کچھ مضمون دے سکوں اسلئے اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر توفیق عطا فرمائی ہے کہ میں اس مضمون کو شروع کروں۔ میرا ارادہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ اس مضمون پر کچھ لکھ دیا کروں جو ہر تیسرے نمبر میں شائع ہو جایا کرے۔ و التوفیق من اللہ۔ اُمید ہے کہ ایڈیٹر الفضل تعہد سے مجھ سے مضمون لے لیا کرینگے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت یہ سلسلہ تکمیل کو پہنچ جائے۔

خاکسار مرزا محمود احمد

اس سے پہلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحمل کی ایک مثال درج کر چکا ہوں۔ اب ایک اور مثال درج کرتا ہوں۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:-

انه بينما هو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم و معه الناس مقبلاً من حنين علقت رسول الله صلى الله عليه وسلم الاعراب يسألونه حتى اضطروه الى السمرة فخطفت رداءه فوقف رسول الله صلى الله عليه وسلم - فقال اعطوني ردائي فلو كان عدد هذه العضاه نعماً لقسمته بينكم ثم لا تجدوني بخيلاً ولا كذوباً ولا جباناً۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور آپ کے ساتھ اور بھی لوگ تھے۔ آپ حنین سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ اتنے میں راستہ میں کچھ بادیہ نشین عرب آ گئے۔ اور آپ کے پیچھے پڑ گئے۔ اور آپ سے سوال کرنے لگے۔ اور آپ پر اسقدر زور ڈالا کہ ہٹاتے ہٹاتے کیکر کے درخت تک لے گئے۔ جس سے آپکی چادر پھنس گئی۔ بس آپ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ میری چادر تو مجھے پکڑا دو۔ اگر ان کانٹے دار درختوں کے برابر بھی میرے پاس اونٹ ہوتے (یعنی بہت کثرت سے ہوتے) تو بھی میں سب تم میں تقسیم کر دیتا اور تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔ اللہ اللہ یہ وہ شخص ہے۔ جسے ناپاک طبع انسان دُنیا طلب کہتے ہیں۔ اور طرح طرح کے ناپاک الزام لگاتے ہیں یہ وہ انسان ہے۔ جسے اندھی دنیا مغضوب الغضب کہتی ہے یہ وہ وجود ہے جسے ظالم انسان ظالم قرار دیتے ہیں کیا اس تحمل والا انسان ظالم یا مغضوب الغضب ہو سکتا ہے۔ کیا اس سیر طبیعت کا انسان دنیا طلب ہو سکتا ہے۔ عرب کا فاتح اور حنین کا بہادر اپنے خطرناک دشمن کو شکست دیکر واپس آ رہا ہے۔ ابھی اس کے سپاہیوں کی تلواروں سے خون کا رنگ بھی نہیں چھوٹا زبردست سے زبردست انسان اس کو پیٹھ دکھا چکے ہیں اور اس کی تیز تلوار کے آگے اپنی گردنیں جھکا چکے ہیں۔ اور وہ اپنی فتح مند افواج کے ساتھ میدان جنگ سے واپس آ رہا ہے مگر کس شان سے اس کا حال ابھی پڑھ چکے ہو۔ کچھ عرب اگر آپ سے سوال کرتے ہیں اور پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں کہ کچھ لئے بغیر نہیں لوٹینگے آپ بار بار انکار کرتے ہیں کہ میرے پاس کچھ نہیں مگر وہ باز نہیں آتے۔ پھر اور پھر سوال کرتے ہیں اور باوجود آپکے انکار کے مصر ہیں کہ ہمیں ضرور کچھ دلوایا جائے مگر آپ باوجود اس شان کے کہ سارے عرب کو آپ کے سامنے گردن جھکا دینی پڑی اُن سے کیا سلوک کرتے ہیں انکے بار بار کے سوال سے ناراض نہیں ہوتے۔ اُنپر خفگی کا اظہار نہیں کرتے بلکہ انکو بتاتے ہیں کہ آپ کے پاس اس وقت کچھ نہیں ورنہ ضرور انکو بھی دیتے۔ لیکن وہ لوگ پھر بھی مصر ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ کیا اس لئے نہیں کہ کل دنیا اس بات سے واقف تھی کہ وہ بہادر انسان جو خطرناک جنگوں میں جس وقت اس کے ساتھی بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں اکیلا دشمن کیطرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ ایسا متحمل مزاج ہے کہ اپنی حاجتوں کو اسکے پاس جس زور سے بھی پیش کرینگے وہ کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کا جواب محبت سے بھرا ہوا اور شفقت سے مملو ہوگا پھر کیا اس لئے نہیں؟ کہ آپکے اخلاق حسنہ اور آپکے حسن سلوک کا دنیا میں ایسا شہرہ تھا کہ بادیہ نشین عرب بھی اس بات سے ناواقف نہ تھے کہ ہم جس قدر بھی اصرار کرینگے۔ ہمیں کسی سرزنش کا خطرہ نہ ہوگا ضرور یہی بات تھی۔ جس کی وجہ سے وہ عرب آپ پر اس قدر زور ڈال رہے تھے۔ اور باتوں سے ہی آپ سے کچھ وصول نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ جب ناامید ہو گئے۔ تو آپ کو پکڑ کر اصرار کرنا شروع کیا کہ ہمیں ضرور کچھ دیں۔ اور آپ ان سے ہٹتے ہٹتے راستہ سے اس قدر دُور ہو گئے کہ آخر آپ کی چادر کانٹے دار درختوں میں جا پھنسی۔ اور اس وقت آپنے اُن کو ان محبت آمیز الفاظ میں ملامت کی۔ کہ میں انکار بخل کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ اس مجبوری سے کہ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں ضرور تم کو دے دیتا حتّٰی کہ سامنے کھڑے ہوئے درختوں کے برابر بھی اگر اونٹ میرے پاس ہوتے تو سب تم کو دیدیتا۔ اور ہرگز بخل نہ کرتا نہ جھوٹ بولتا نہ بزدلی دکھاتا۔ دنیا کا کوئی بادشاہ ایسا جواب نہیں دے سکتا وہ جو اپنی عزّت اور اپنی بڑائی کے طالبگار رہتے ہیں۔ وہ اسقدر تحمل نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کے انسان کا ایسے موقعہ پر جب آپ سے ان اعراب نے اس درشتی سے سلوک کیا تھا۔ مذکورہ بالا جواب دینا اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اور دنیا کا کوئی بادشاہ کوئی حاکم کوئی سردار اس تحمل کی نظیر نہیں دکھا سکتا۔ پھر آپ جو جواب دیتے ہیں وہ کیسا لطیف ہے۔ فرماتے ہیں۔ ... کہ اگر ان درختوں کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں تمہیں دیدیتا۔ اور تم مجھے بخیل جھوٹا اور بزدل نہ پاتے ایک موٹی نظر والے انسان کو تو شاید یہ تین الفاظ بے ربط معلوم ہوں لیکن دانا انسان سمجھتا ہے کہ یہ تینوں الفاظ جو آپنے فرمائے بالکل موقعہ کے مطابق تھے۔ اور ان سے بہتر لفظ اور ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ مال کا نہ دینا بخل سے متعلق ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو تم مجھے بخیل نہ پاتے یعنی تمہیں معلوم ہو جاتا کہ میں بخیل نہیں کیونکہ میں تمہیں

مال دیدیتا اور جھوٹا بھی نہ پاتے۔ یہ اسلئے فرمایا کہ بعض لوگ جھوٹ بول کر سائل سے پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ ہے نہیں۔ پس فرمایا کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہو جاتا۔ کہ میں بخیل نہیں ہوں اور یہ بھی کہ جھوٹا نہیں ہوں کہ جھوٹ بولکر سب مال یا اس کا بعض حصہ اپنے لئے بچالوں اور نہ مجھے بزدل پاتے۔ یعنی میرا تمہیں مال دینا اسوجہ سے نہ ہوتا کہ میں تم لوگوں سے ڈر جاتا کہ کہیں مجھے نقصان نہ پہنچاؤ۔ بلکہ میں جو مال دیتا۔ دل کی خوشی سے دیتا ✠

شاید کوئی شخص کہے کہ آپکے اتنا کہدینے سے کیا بنتا ہے کہ اگر میرے پاس ہوتا تو میں دیدیتا کیا معلوم ہے کہ آپ اسوقت دیتے یا نہ دیتے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔ میں اسجگہ یہ بتا رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تحمل کیسا تھا اور کس طرح آپ ناپسند اور مکروہ باتیں سنکر نرمی اور ملائمت سے جواب دیتے تھے۔ اور خفگی اور ناراضگی کا اظہار قطعاً نہ فرماتے بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا۔ معترض کو کوئی نیک بات بتا کر خاموش فرما دیتے۔ آپ کی سخاوت کا ذکر تو دوسری جگہ ہوگا۔ اور اگر کوئی بہت مصر ہو تو میں آپکے تحمل کی ایسی مثال بھی جسمیں ایک طرف آپنے تحمل فرمایا ہے اور دوسری طرف سخاوت کا اظہار فرمایا ہے دیکھتا ہوں اور وہ بھی صحیح بخاری سے ہی۔ اور وہ یہ کہ انس بن مالک بیان فرماتے ہیں کہ۔

کنت امشی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ برد نجرانی غلیظ الحاشیۃ فادرکہ اعرابی فجذبہ جذبۃ شدیدۃ حتی نظرت الی صفحۃ عاتق النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد اثرت بہ حاشیۃ الرداء من شدۃ جذبتہ ثم قال مرلی من مال اللہ الذی عندک فالتفت الیہ فضحک ثم امر لہ بعطاء۔

یعنی میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپنے ایک نجران کی بنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی جس کے کنارے بہت موٹے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آپکے قریب آیا اور آپکو بڑی سختی سے کھینچنے لگا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس کے سختی سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کی رگڑ کے ساتھ آپکی گردن پر خراش ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ آپکے پاس جو مال ہے اسمیں سے کچھ مجھے بھی دلوائیں پس آپنے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے اور فرمایا کہ اسے کچھ دیدو ✠

اس مثال سے آپ کا تحمل پہلی مثال سے بھی زیادہ ظاہر ہوتا ہے پہلی مثال سے تو یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آپکے پاس کچھ تھا نہیں اور کچھ سائل آپ سے بار بار انعام طلب کرتے تھے اور جبکہ آپ انکار فرما رہے تھے کہ میرے پاس کچھ نہیں اور وہ لینے پر مصر تھے۔ ان لوگوں کا آپ پر زور کرنا سمجھ میں آسکتا ہے اور خیال ہو سکتا ہے کہ چونکہ وہ لوگ سخت محتاج تھے اور انکی حالت زار تھی۔ اور ناامیدی میں انسان کے ہوش اس ٹھکانے نہیں رہتے اسلئے ان کی زیادتی پر آپ جیسے رحیم انسان کا تحمل کرنا کچھ تعجبات سے نہ تھا لیکن دوسرا واقعہ اس واقعہ سے بہت زیادہ آپکے تحمل پر روشنی ڈالتا ہے کیونکہ اس شخص نے بغیر سوال کے آپ پر حملہ کر دیا اور اس حملہ کی کوئی وجہ نہ تھی نہ اس نے سوال کیا تھا نہ آپنے انکار فرمایا تھا۔ نہ اسے کوئی ناامیدی پیش آئی تھی۔ مال سامنے موجود تھا آپ دینے کو تیار تھے پھر بلاوجہ اس طرح گستاخی سے پیش آنا ایک نہایت ہی ناشائستہ حرکت تھی اور اس کے سوال پر اسے ڈانٹنا چاہیئے تھا۔ اور پھر اس نے جو طریق اختیار کیا تھا وہ صرف گستاخانہ ہی نہ تھا کہ یہ خیال کر لیا جاتا کہ چلو اس سے کوئی حقیقی نقصان تو نہیں ہوا یہ جاہل آدمی ہے اور جنگلی ہے اور آداب مجلس سے ناواقف ہے۔ اسے معاف ہی کر دینا بہتر ہوگا بلکہ وہ ایذا رسانی کا طریق تھا اور اس کی اس حرکت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف بھی پہنچی اور گردن مبارک پر خراش بھی ہو گئی بلکہ اس حدیث کو ہمام نے اسطرح روایت کیا ہے کہ چادر پھٹ گئی اور اس کا حاشیہ چمڑہ کو پھاڑتا ہوا گوشت تک گھس گیا پس وہ شخص اس بات کا پورے طور پر مستحق تھا کہ اسے آپ سختی سے علیحدہ کر دیتے لیکن باوجود ان تمام باتوں کے آپ اس سے یہ سلوک کرتے ہیں کہ اس کیطرف دیکھ کر مسکراتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ اسے کچھ ضرور کچھ دیدو۔ گویا مسکرا کر اسے بتاتے ہیں کہ میں تمہارے جیسے نادانوں کو جو آداب رسل سے ناواقف ہیں بجائے ڈانٹنے کے قابل رحم خیال کرتا ہوں اور بجائے ناراضگی کے تمہاری حالت پر مسکراتا ہوں کہ تم میرے تحمل سے ہی فائدہ اٹھاؤ ✠

کہنے کو سب لوگ تحمل والے بنجاتے ہیں لیکن عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کی حقیقت کھلتی ہے اور اس کے دعاوی کے صدق اور کذب کا حال معلوم ہوتا ہے دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں جو عدل و انصاف کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتے ہیں جو تحمل مزاج مشہور ہیں اور جنکے تحمل اور بردباری کے افسانوں سے تاریخوں کے صفحے کے صفحے بھرے ہوئے ہیں۔ انہیں سے ایسے بھی ہیں جو مذہبی عزت کے لحاظ سے بھی اپنے زمانہ کے لوگوں میں ممتاز تھے۔ اور جو بعد میں بھی اپنے ہم مذہبوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیئے گئے ہیں ایسے بادشاہ بھی گذرے ہیں جو بادشاہت کے علاوہ مذاہب کے بانی اور پیشوا بھی ہوئے ہیں اور خاص سلسلوں کے جاری کرنیوالے ہیں جن کے مرنیکے ساتھ انکی بادشاہت کا تو خاتمہ ہو گیا لیکن انکی روحانی بادشاہت مدتہا دراز تک قائم رہی بلکہ اب تک بھی مختلف حکومتوں کے ماتحت رہنے والے لوگ درحقیقت اپنے دل اور اپنی روح کے لحاظ سے انہیں کے ماتحت ہیں جو نیکی اور تقویٰ میں بے نظیر خیال کئے جاتے ہیں جو اخلاق میں آنیوالی نسلوں کے لئے ایک نمونہ خیال کئے جاتے ہیں مگر کوئی ہے جو تمام دنیا کی تاریخوں کی ورق گردانی کرنیکے بعد تمام اقوام کے بادشاہوں اور پیشواؤں کے حالات کی چھان بین کرنیکے بعد ان اخلاق کا انسان دکھا سکے اور اس تحمل کی نظیر کسی اور انسان میں بتا سکے جو آنحضرت صلعم نے دکھایا میں یہ نہیں کہتا کہ آنحضرت صلعم کے سوا کوئی شخص تحمل کی صفت سے متصف ہوا ہی نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اس درجہ تک تحمل کا اظہار کرنیوالا جس درجہ تک آپنے ظاہر فرمایا کوئی انسان نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا کیونکہ آپ کمال کی اس سرحد تک پہنچ گئے ہیں کہ اسکے بعد کوئی ترقی نہیں ممکن ہو کہ کوئی صاحب کہیں کہ آپ بادشاہوں اور حاکموں کی کیوں شرط لگاتے ہیں اس مقابلہ کے میدان کو اور بھی کیوں وسیع نہیں کر دیتے کہ دنیا کے کل افراد کے تحمل کو سامنے رکھ کر مقابلہ کر لیا جائے کہ آیا کوئی انسان اس صفت میں آپکی برابری کر سکتا ہے یا نہیں مگر میں کہتا ہوں کہ تحمل اسی انسان کا قابل قدر ہے جسے طاقت اور قدرت ہو جو شخص خود دوسروں کا محتاج ہو دوسروں سے خائف ہو اپنے دشمنوں کے خوف سے چھپتا پھرتا ہو اسے دنیا میں سر چھپانے کی جگہ نہ ملتی ہو اس کا تحمل بھی کوئی تحمل ہے اسکی زبان تو اسپر ظلم کرنیوالوں نے بند کر دی، اور اس میں یہ طاقت ہی نہیں کہ انکے حملوں کا جواب دے سکے پس جو حاکم نہیں یا بادشاہ نہیں یا دنیاوی لحاظ سے کوئی خاص عزت نہیں رکھتا اس کا تحمل کوئی تحمل نہیں بلکہ بہت دفعہ ایک مغضوب الغضب انسان بھی اپنے ایذا دہندوں کے خوف سے اپنے غضب کو دبا لیتا ہے۔ اور گو دل ہی دل میں جلتا اور کڑھتا، اور جی ہی جی میں گالیاں دیتا اور کوستا ہے لیکن اظہار غضب کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ میری حقیں اور بھی تلخ ہوگا پس آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں اس شخص کے تحمل کی مثال پیش کی جا سکتی ہے جو آپ ہی کی طرح با اختیار اور طاقت رکھتا ہو اور پھر آپ ہی کی طرح تحمل دکھانیوالا ہو ورنہ مثل مشہور ہے کہ زبردست مارے اور رونے نہ دے ایسا زیردست جو کسی زبردست کے پنجہ ستم میں گرفتار ہو اس نے قابل عتاب گفتگو سنکر یا برا سلوک دیکھ کر اظہار ناراضگی کرنا ہی کیا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ طریق تو انصاف پر مبنی تھا۔ اور عقلاً اور اخلاقاً ہمارا حق تھا کہ ہم مذکورہ بالا شرط سے مشروط مقابلہ کا مطالبہ کریں لیکن اگر کوئی شخص بہ چلکے تمام

عالمگیر جنگ کے بعض تفصیلی حالات

(۸)

سمندر میں جنگی بیڑا
بحیرہ بالٹک میں
رُوس کی جنگی طاقت کا اثر

اگرچہ روسی بحری طاقت کی بابت کچھ مدت سے کوئی خاص خبر نہیں پہنچی۔ لیکن یہ غلطی ہوگی۔ اگر ہم اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ امیر البحر وُن ایسن کا بیڑا جنگ میں نمایاں کام کر ہی نہیں سکتا۔ جیسا اس کالم میں میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ اس کا اثر دکھانے کے لئے اسے لڑائی میں استعمال کیا جاوے جس طرح امیر البحر وُن انگہنل کے ماتحت جرمن کا اعلےٰ بیڑا قیصر ولہلم نہر کے مغربی سرے سے بالٹک میں اپنا اثر دکھا سکتا ہے۔ اسی طرح روس کا بیڑا ابھی اگرچہ کرونسٹاٹ روڈز کو چھوڑ نہیں سکتا۔ لیکن پھر بھی بلا شبہ بری اور بحری فنون جنگ میں اپنا کمال دکھائے گا۔ یہ سچ ہے کہ روسی امیر البحر کے جہاز تعداد اور طاقت میں جرمن کے بیڑے کا تو مقابلہ نہیں کر سکتے جو نہر میں سے جس وقت چاہے گذر سکتا ہے یا شمالی سمندر میں اب بھی رہ سکتا ہے لیکن اس میں مفید بات یہ ہے۔ جب تک روسی بیڑا جرمنی کے ساتھ ساتھ ہے۔ تب تک تو ضرور جرمنی کو برابر کی طاقت کا بیڑا مقابلہ کے لئے رکھنا پڑیگا۔ اگر اس کی بحری طاقت خواہ بالٹک میں ہو۔ یا بحر شمالی میں۔ برٹش کے عظیم بیڑے کی مٹ بھیڑ یا تارپیڈو کے حملے سے کمزور ہو جائے تو ایسی حالت میں روسی بیڑے پر سے بوجھ ہلکا ہو جائیگا۔ جب یہ ظاہر ہو گیا کہ جرمن میں تاب مقابلہ نہیں یا روس کو شکست دینے کے لئے کافی نہیں نہ صرف روسی بیڑا شمالی بحر میں گمان کر سکیگا۔ بلکہ روسی اسباب رسانی کے لئے جرمنی کے شمالی ساحل تک پہنچنے کے لئے راستہ کھل جائیگا۔

امیر البحر وُن ایسن کے ماتحت روسی بیڑا

روسی بیڑا کسی حالت میں بھی طاقت اور تعداد میں کم نہیں ہے۔ جرمنی کو بھی اس کی طاقت کا خوب اندازہ ہے۔ اس میں چار پرانے ڈریڈناٹ جنگی جہاز شامل ہیں جو جرمنی کے پرانے جنگی جہازوں سے اعلےٰ ہیں۔ ۶ مسلح کروزر بھی جرمنی کے کروزر سے اچھے ہیں۔ اور چار محفوظ کروزر۔ اگرچہ تیز نہیں ہیں۔ لیکن وہ جرمنی کے لائٹ کروزروں سے جن پر ۶ انچی اور ۸ انچی توپیں چڑھی ہوئی ہیں بہتر ہیں یا اگر جرمنی کے ڈریڈناٹوں کو شمار نہ کیا جائے تو یہ بیڑہ اچھا مقابلہ کرے گا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ رُوس کے پاس چار ڈریڈناٹ بالکل مکمل ہیں وہ اس سال لڑائی میں بھی استعمال میں لائے جاسکتے ہیں اور وہ جہاز جن کا وزن ۲۳ ہزار ٹن ہے۔ اور جن پر ۱۲۔ انچی توپیں چڑھی ہوئی ہیں جرمنی کے اکثر جنگی جہازوں سے اعلےٰ ہیں۔ روس کے جہازوں میں ایک اور فائدہ مند بات یہ ہے کہ روسی اور جرمن جہازوں میں رفتار کے لحاظ سے ۲۳۔ اور ۲۰ کی نسبت ہے۔ اس کے علاوہ روسیوں کے پاس بحیرہ بالٹک میں ایک بیڑا آب دوز کشتیوں کا بھی ہے جس میں... ۱ سو کے قریب جہاز ہیں اور ۲۰ آب دوز کشتیاں بھی ہیں۔ اس خبر پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے جو جرمن آب دوز کشتیوں کی بابت ملی تھی جن کی بابت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اس کے جہازوں سے نقصان اٹھا کر نہر کیل میں پہنچی نہیں۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ کس حد تک روسی آب دوز کشتیاں تباہ ہو چکی ہیں۔ لیکن اس کی تاریخ محکمہ بحری سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اگر جہازوں کو اچھا موقع ملے تو وہ اسوقت ڈھیل نہ کریں گے روس کی نسبتاً بعض آب دوز کشتیاں جرمن اور برٹش بیڑے کی کشتیوں کے برابر ہیں اور وہ بہت فاصلہ تک پانی کے اندر اندر ہی جاسکتی ہیں۔ جو جہاز کروکوڈل اور ایلیگیٹر کی قسم کے ہیں وہ چار سال سے استعمال میں ہیں اور وہ مجرب بھی ہیں اور ابھی بہت بڑے بڑے جہاز بن رہے ہیں جو دشمن کا تعاقب اور اسپر حملہ کرنیکے لیئے استعمال کئے جائیں گے۔ آب دوز کشتیاں بھی روسی امیر البحر کے لیئے مفید ثابت ہوں گی۔

بحیرہ بالٹک میں جنگی نقل و حرکت

یہ سچ ہو سکتا ہے کہ روسی بیڑے نے فی الحال اپنے آپ کو سرنگوں میں بند کر لیا ہے۔ لیکن اس کارروائی کو جرمنی کے سرنگوں کے پیچیدہ استعمال سے خلط ملط نہ کر دینا چاہیئے۔ بندرگاہ کی حفاظت کی خاطر سرنگیں بچھانا تو جنگ کے مشہور فنون میں داخل ہے جنگ جو اور غیر جنگجو اس کارروائی کو عمل میں لاتے ہیں۔ سرنگوں کے رقبہ میں راستے بھی چھوڑے جاتے ہیں جن میں سے بیڑا ضرورت کے وقت گذر سکتا ہے۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ سرنگوں کو فوجی اغراض مد نظر نہ رکھکر تمام اطراف میں بچھا دیا جائے۔ اور اسطرح انہیں پھیلا دیا جائے کہ وہ صرف باہمی تجارت کے لیئے نقصان دہ ثابت نہ ہوں۔ بلکہ بچھانے والوں کے اپنے بیڑوں کے لیئے بھی ضرر رساں ہوں۔

جرمن بحری نقل و حرکت کی خبریں احتیاط سے وصول کرنی چاہئیں۔ غیر سرکاری خبریں قابل اعتماد نہیں۔ کیونکہ اکثر تاریں اس مضمون کی جرمن افسروں کے اشارات سے دی جاتی ہیں۔ جو ہدایات بحیرہ بالٹک میں کوئی معرکہ کرنے کے لیئے ملیں ان پر کوئی توجہ نہ ہونی چاہیئے۔ امیر البحر نے دانائی سے بیان کیا۔ کہ برٹش جنگی بیڑا اتنا وسیع نہیں ہے کہ اسے ایک ہی وقت میں دونوں بحر شمالی اور بحیرہ بالٹک میں بھی استعمال کیا جاسکے۔ پبلک کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جنگی فنون کے لیئے خاص سمجھ درکار ہے۔ اور جنگی بیڑے کے استعمال میں بعض پابندیاں لازمی ہیں۔ انہیں جتنا وہ کام کر سکتا ہے اس سے زیادہ توقع نہ رکھنی چاہیئے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے۔ پیرس اور پیٹرزگراڈ سے تار برقی سے تعلق پیدا ہو سکتا ہے اور ہمارے حاکم جو کچھ بھی بحیرہ بالٹک میں ہو رہا ہے۔ اُس سے خوب آگاہ ہیں۔

بحیرہ اسود

روس کی جنگی طاقت کے استعمال ہونیکا اب تک کوئی موقع نہیں آیا۔ بیشک ان سمندروں میں گوبن کا دخل ہمارے رفیق روس کیلئے نہایت اہم ہے۔ اگر یہ جہاز جرمن افسروں کے ماتحت سلطنت عثمانیہ کی شمولیت جنگ کے وقت روسی بیڑے کے خلاف استعمال ہوا۔ تو یہ روس کے لیئے مضر ثابت ہوگا کیونکہ بحیرہ اسود میں اس کے پاس کوئی ایسا جہاز نہیں ہے جو بلحاظ طاقت مضبوطی اور جنگی حملہ کے اسکا مقابلہ کر سکے۔ ہاں روس کی آب دوز کشتیوں کے مضبوط بیڑے میں بعض ایسے جہاز ہیں جن سے وہ گوبن جیسے مضبوط جہاز کو شکل میں پہنچا سکتا ہے اس بڑے جہاز پر حملہ آور ہونے کیلئے تقریباً ۲ تباہ کن جہاز درکار ہوں گے ترکی جنگی بیڑے کے دو چھوٹے جہاز خواہ وہ جرمن افسروں کے ماتحت ہی کیوں نہ استعمال ہوں۔ کوئی نمایاں کام نہیں کر سکتے۔ - ڈیلی ٹائمز -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۱۶- اکتوبر ۱۹۱۴ء کو دیا

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون ۔ بلی من کسب سیئۃ و احاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون

نسلی اور قومی تعصب ہمیشہ سے دنیا میں چلا آیا ہے۔ ہر ایک قوم اپنی نسبت چند ایسی خصوصیات تجویز کر لیتی ہے۔ جنکا دوسروں کی طرف منسوب کرنا وہ پسند نہیں کرتی۔ اسلام سے پہلے جتنے مذاہب ہیں۔ ان تمام کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی محدود اور مخصوص کر رکھا ہے۔ جیسا کہ اور اپنے بڑے بڑے قومی آدمیوں کو۔ ان مذاہب کی کتب کا مطالعہ کرنے اور پڑھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر قوم خدا کو اپنا مخصوص دیوتا سمجھتی ہے۔ چنانچہ یہود کبھی اس بات کو جائز نہیں سمجھتے۔ کہ اور دنیا کے لوگ بھی جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ کبھی پسند نہیں کرتے کہ کوئی یہودی بھی کبھی دوزخ میں جا سکتا ہے یہی حال دوسری قوموں کا ہے۔ خواہ وہ زرتشتی ہوں۔ یا سناتنی۔ آریہ ہوں یا بدھ۔ تو ان مذہبوں نے اپنے لئے ایسی خصوصیات سمجھ لی ہوئی ہیں جن سے اور کسی کو متمتع ہونے کے قابل نہیں سمجھتے۔ اسلام نے ان تمام خصوصیات کو مٹا دیا ہے۔ اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسکا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تمام مخلوقات کا خدا ہے اور کسی خاص فرقہ سے خاص تعلق نہیں رکھتا۔ قرآن شریف بتاتا ہے۔ کہ نجات کا دارومدار اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل پر رکھا ہے۔ اور فضل کے جاذب اعمال صالح کو رکھا ہے۔ نیک اعمال فضل کو جذب کرتے ہیں۔ اور پھر فضل سے نجات ہوتی ہے۔ اور جب تک کوئی شخص خواہ وہ کسی مذہب میں کیوں نہ داخل ہو اعمال صالح نہیں کرتا۔ اسلام اس کی نسبت کبھی نہیں کہتا۔ کہ وہ نجات پا سکتا ہے۔ اور نہ اسلام یہ کہتا ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑائے عاجزی اور فروتنی دکھائے۔ اعمال صالح کرے۔ اور متقی بنے۔ لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ اس کو اپنے حضور سے اس لئے نکال دیتا ہے۔ کہ چونکہ تم فلاں قوم سے نہیں ہو۔ اس لئے تمہیں کچھ اجر نہیں مل سکتا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہود کا قول بیان فرماتا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ اول تو ہم کو آگ چھوئیگی ہی نہیں کیونکہ ہم خدا تعالیٰ کی برگزیدہ قوم کی اولاد سے ہیں۔ بھلا یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں عذاب دیا جائے۔ عذاب دینے کے لئے کیا اور مخلوق تھوڑی ہے۔ اور اگر ہم میں سے کسی کو عذاب دیا بھی گیا۔ تو وہ بہت تھوڑا یعنی چند دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے پوچھو کہ کیا تم نے خدا سے عہد لیا ہے۔ کہ تمہیں عذاب نہیں ہوگا۔ اللہ تو اپنے عہد کے خلاف کبھی نہیں کرتا لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ اور وہ بات کہتے ہو جسکو تم جانتے نہیں۔ بدکار انسان ضرور سزا پائیں گے۔ اور ابراہیم موسیٰ۔ ہارون۔ داؤد وغیرہ انبیاء کی نسل سے ہونا کسی کو عذاب سے بچا نہیں سکتا۔ اور مسلمانوں میں تو محمد (صلعم) کی نسل سے ہونا بھی کسی کو عذاب سے چھڑا نہیں سکتا۔ جب تک کہ نجات پانے کا جو راستہ ہے اس پر نہ چلا جائے اور اس طریقہ کو نہ اختیار کیا جائے جسکو اختیار کر کے داؤد داؤد بنا۔ ابراہیم ابراہیم کہلایا موسیٰ موسیٰ بنا۔ اور محمد نے محمد کا لقب پایا۔ جب تک کوئی ان کی تعلیم پر عمل نہیں کرتا۔ خدا کی حضور سے کوئی عزت اور کوئی رتبہ نہیں مل سکتا۔ اسلام یہ بتلا کر تمام قومی اور نسلی تعصبات کو تباہ کر دیتا ہے۔ کہ کسی خاص قوم اور خاص مذہب سے نجات وابستہ نہیں ہے۔ بلکہ جو شخص خدا تعالیٰ کی رضا کے راستہ کو اختیار کرتا ہے۔ وہی نجات پا سکتا ہے۔ ایک ہندو۔ ایک آریہ ایک عیسائی۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہنے سے وہی حقوق پا سکتا ہے۔ جو دوسرے نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو ملتے ہیں۔ پھر وہ مسلمان جو خواہ کتنا ہی عالی خاندان کا ہو درست اعمال نہ کرتا ہو، کبھی نجات نہیں پا سکتا۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہود کی صفت اب مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہود کی صفت یہ تھی۔ کہ انہوں نے کہا۔ کہ خدا ہمیں کچھ مقررہ مدت تک عذاب دیکر آزاد کر دے گا۔ یہ اب مسلمان علماء کا عقیدہ ہے عوام نے تو حد ہی کر دی ہے۔ سادات تو یہ بات سن ہی نہیں سکتے کہ کبھی کوئی سید بھی دوزخ میں جائیگا وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیئے آل رسول ہونا ہی کافی ہے حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم مغفور فرماتے کہ ہمارے رشتہ دار ایک عورت یہاں آئی تو میں نے اس کو کہا کہ تم اپنے پیر سے یہ تو پوچھنا۔ کہ تمہاری بیعت کا ہمیں کیا فائدہ ملتا ہے۔ وہ جب واپس گئی اور جا کر پوچھا تو پیر صاحب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم قادیان گئی ہو اور نور دین نے تمہیں یہ بتایا ہے۔ اس نے کہا ہاں بتایا تو اسی نے ہے لیکن مجھے جواب دیجئے۔ وہ کہنے لگا۔ کیا تمہیں اسکا فائدہ معلوم ہی نہیں۔ قیامت کے دن جب تم سے سوال و جواب ہوگا۔ تو ہم کہیں گے کہ ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے اور جو کچھ پوچھنا ہے وہ ہم سے پوچھئے بس تم دوڑتی دوڑتی پلصراط سے گذر کر بہشت میں داخل ہو جاؤ گی۔ اور دنیا میں خواہ تم کچھ کرو وہاں سب باتوں کے جواب دہ ہم ہونگے۔ اور تمہیں کوئی کچھ نہیں کہیگا ہم سے جب تمہارے متعلق پوچھا جائیگا۔ تو کہدیا جائے گا۔ کہ کیا ایک امام حسین کی قربانی ہمارے لیئے کافی نہیں ہے۔ یہ سنکر اللہ لاجواب ہو جائیگا اور ہم بھی بہشت میں چلے جائیں گے۔ تو یہود نے تو یہی کہا تھا کہ ہمیں تھوڑے دن ہی آگ چھوئیگی۔ مگر مسلمانوں نے کہا کہ ہمیں آگ بالکل چھوئیگی ہی نہیں۔ انہوں نے یہودیوں سے بھی بڑھ کر ایک قدم آگے مارا۔ یہ ایک بڑی بھاری مشابہت ہے۔ جو آجکل کے مسلمانوں کو یہود سے ہو گئی ہے۔ عام فقیروں گدی نشینوں اور پیروں نے تو بعض بزرگوں اور اولیاء کی یہاں تک طاقت بڑھا دی ہے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ خدا ان سے ڈرتا ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی کی نسبت اسی قسم کا ایک قصہ بنایا ہوا ہے کہ ایک بڑھیا کے لڑکے کو زندہ کرنے کے لئے انہوں نے جبرائیل سے تمام قبض شدہ روحوں کا تھیلا چھین لیا۔ اور جب وہ شکایت لے کر خدا تعالیٰ کے پاس گیا۔ تو خدا تعالیٰ نے کہا کہ شکر کرو۔ کہ اسی پر خلاصی ہو گئی ہے۔ اگر وہ چاہتا تو آج تک کی تمام روحیں کو چھڑوا دیتا۔ تو اس قسم کے لغو قصے کہانیاں بنا کر اتنا بڑھا دیا ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں رہی اسی بھروسہ پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آگ نہیں چھوئیگی۔ ہمارے پیر صاحب ہماری طرف سے جوابدہی کریں گے جب یہ خیال ہوا تو پھر جو چاہیں کرتے رہیں چوریاں کریں۔ ڈاکے ماریں۔ زنا کریں فسق و فجور پھیلائیں۔ کسی کا ڈر ہی کیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان باوجود آبادی کے لحاظ سے کم ہونے کے قیدخانوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

ان پیروں فقیروں سے اتر کر مولوی لوگ کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں سے جو گناہگار ہونگے وہ تھوڑے دنوں عذاب میں رہ کر چھوٹ جائیں گے لیکن باقی تمام لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں پڑے رہینگے۔ اس کا بھی وہی مطلب ہے جو یہودیوں کے کہنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں مسیح موعود علیہ السلام

پیو کہ انہوں نے نہیں اس اعتقاد سے چھڑا کر سیدھا راستہ بتا دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے دل میں کسی قوم یا کسی مذہب کی طرف سے بغض نہیں۔ کہ خواہ مخواہ اس کو دوزخ میں جھونکے رکھے۔ دوزخ تو خداوند تعالیٰ نے علاج کی جگہ بنائی ہے جسطرح کہ گورنمنٹ ریفارمیٹری سکول بناتی ہیں اسی طرح دوزخ ہے جسوقت انسان کے گندے مواد جل کر پاک وصاف ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکو اس سے نکال دیتا ہے باقی رہا یہ کہ صرف غیر احمدی دوزخ دکھا کر ہی مسلمان کو بہشت میں داخل کرے گا۔ یہ محض جھوٹ اور کذب ہے۔ ایک مسلمان بدکار کو اسی طرح سزا دوزخ میں ملیگی جس طرح کسی اور مذہب کے بدکار کو جسکو اسکی خطاؤں نے گھیر لیا ہو گا۔ پس ایسے لوگ دوزخ میں ضرور رہیں گے۔ کیونکہ یہ دوزخ کے ہی قابل ہیں خواہ کتنے بڑے اعلیٰ خاندان اور نسل کے ہوں۔ لیکن بدکار کسی صورت میں اپنی بدکاری کی وہ ضرور سزا پائیں گے۔ بشرطیکہ وہ توبہ نہ کرلیں یعنی توبہ کرکے ایمان لے آئیں۔ اور عمل اچھے کریں پس جسوقت ان کی یہ حالت ہو جائیگی تو ایسے لوگ جنت کے وارث ہو جائینگے۔ اور اسی میں رہیں گے۔

یہ بات خوب یاد رکھو۔ کہ اسلام میں نجات خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے جاذب نیک اعمال ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی کہے۔ کہ فضل کا واسطہ کیوں رکھا ہے اور کیوں نیک اعمال کی وجہ سے نجات نہیں ہو جاتی۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان سے کچھ نہ کچھ غلطیاں بشریت کی وجہ سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ اگر ان پر خدا تعالیٰ گرفت کرنے لگے تو کسی انسان کا نجات پانا محال ہو جائے۔ تو ایسی غلطیاں جو بشریت اور انسانی کمزوری کی وجہ سے انسان سے ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے ڈھانپ دیتا ہے اور اپنے فضل کو انسان کی نجات کا موجب بنا دیتا ہے۔

تم جو احمدی کہلاتے ہو۔ یہ کبھی مت خیال کرو۔ کہ ساری دنیا دوزخی ہے۔ اور صرف ہم احمدی نجات پائینگے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ جو سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اسی کی نجات ہوتی ہے۔ لیکن یہ خیال کرنا۔ کہ ہم چونکہ احمدی ہو چکے ہیں (اس لیئے خواہ کچھ ہی کرتے جائیں ہمیں کوئی نہیں پکڑے گا۔ یہ بالکل غلط خیال ہے۔ یہ خوب یاد رکھو۔ کہ ہمیشہ سے نیک اعمال ہی خدا تعالیٰ کے فضل کے جاذب رہے ہیں۔ اس لیئے نیک اعمال کے لیئے کوشش کرو۔ سستی غفلت لاپرواہی کو چھوڑ دو۔ کتنا بڑا کام ہے جس کے کرنے کے تم ذمہ دار ہو پچھلے دنوں ایک چھوٹا سا فتنہ اپنے میں سے ہی جو اٹھا تھا اور ابھی تک دور نہیں ہوا تم میں سے کتنے ہیں جو اس فتنہ کے دور ہونے کے لیئے دعائیں کرتے ہیں۔ یہ تو ایک بہت معمولی سا کام ہے لیکن کتنے ہیں جو اپنے بڑے عظیم الشان فرائض کی بجا آوری کی فکر میں ہیں۔ سن لو اور دل کے کانوں سے سن لو۔ کہ انعام ہمیشہ کام کرنے والوں کو ہی ملا کرتا ہے یوں کسی بات کا دعویٰ کر لینے سے کبھی کچھ نہیں ملا۔ پس تم احمدی ہونے سے نہیں۔ بلکہ احمدیت کے شرائط پورے کرنے سے نجات پا سکتے ہو۔ اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہو۔ تمہارا کام اتنا عظیم الشان ہے۔ کہ اگر خدا کی نصرت اور مدد کا یقین نہ ہو۔ تو انسانی عقل تو حیران رہ جاتی ہے ایک سے دو سے مقابلہ نہیں بلکہ احمدیوں کا تمام دنیا سے مقابلہ ہے اور اربوں ارب مخالفین سے تھوڑے سے نفوس کی جنگ ہے۔ پس تم اسی طرح ترقی کر سکتے ہو کہ ہمت اور کوشش کرو۔ دعاؤں سے کام لو۔ پھر تم اسلام کی اسی شان و شوکت کو دیکھ سکتے ہو جو صحابہ کرام کے وقت تھی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا تم سے یہی وعدہ ہے پس تم ایمان اور اعمال حسنہ میں ترقی حاصل کرو۔ تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔

اللہ ہم سب کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل و کرم سے ہمارے اعمال کو ایسے بنا دے کہ وہ خدا کے فضل کے جاذب ہو جائیں۔ ورنہ ہم بہت کمزور ہیں۔

امپیریل ریلیف فنڈ

- حاجی عبد اللہ صاحب گرداور قانونگو چونیان عار
- میاں محمد اسمٰعیل صاحب ساکن پیرکوٹ عہ
- منشی غلام میراں صاحب گرداور قانونگو عہ
- چودہری چھجو خان صاحب فارسٹ جموں عہ
- مولوی خیر الدین صاحب بی اے اسسٹنٹ ماسٹر امراوتی برار عار
- محمد عثمان خان صاحب اہرانہ ضلع ہوشیارپور عہ
- فتح علی خان صاحب " " " عہ
- سید محمد خان صاحب " " " عہ
- حاجی نواب خان صاحب بھوگلانہ ضلع ہوشیارپور عہ
- سندھی شاہ صاحب جلووال " " عہ
- خیرو خان صاحب بھوگلانہ " " عہ
- میاں احمد بخش صاحب " " " عہ
- خیرو خان صاحب اہرانہ " " عہ
- حکیم عنایت اللہ صاحب سکنہ کہیال " " عہ
- سندھی شاہ صاحب چھٹی رساں آدم پور " " عہ
- مولوی محمد امین صاحب مدرس ورالائی بلوچستان عار
- مولوی صدر الدین صاحب عرائض نویس ایبٹ آباد عہ
- پیر برکت علی صاحب ارٹل۔ پنڈی کالو۔ گجرات سے؍ عہ
- چودہری غلام احمد خاں صاحب مختار عدالت سے؍
- ڈاکٹر فتح الدین صاحب سب اسسٹنٹ سرجن بہاڑی ریاست بھرتپور عار
- میاں امام الدین صاحب کشمیری مونگ ضلع گجرات عہ
- مولوی غلام احمد صاحب اختر ضلعدار اوچ ریاست بہاولپور لعہ
- ازطرف جماعت احمدیہ بہاولپور للعہ
- ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن ریاست پٹیالہ لعہ
- بابو غلام محمد صاحب۔ گوپتی (گلگت)

ضرورت

مدرسہ احمدیہ میں ایک اُستاد کی ضرورت ہے۔ جو عربی میں مولوی فاضل کی لیاقت رکھتا ہو۔ اور انگریزی میں انٹرنس تک تعلیم پا چکا ہو۔ درخواستیں صرف احمدیوں کی آنی چاہئیں متعلقہ امور کی بابت خط و کتابت افسر مدرسہ احمدیہ سے ہو ؎

دُعائے صحت

مولوی محمد عبد اللہ صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ۔ موضع بھینی تحصیل شرقپور ضلع گوجرانوالہ قریباً دو اڑھائی ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کے لئے دعائے صحت فرماویں ؎